سوال

(440)قرض کے متعلق سوالات

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میں نے کسی شخص سے کچھ رقم لینا تھی، میرے مطالبہ پر اس نے کسی شخص کے ہاتھ روانہ کردی۔ رقم بھیجنے سے پہلے اس نے مجھ سے پوچھا کہ فلاں شخص کے ہاتھ رقم بھیج دوں، میں نے کہا بھیج دیں، پھر اس نے مجھے اطلاع کردی کہ رقم کی ادائیگی کے بعد کسی کے نقصان کا ذمہ دار نہیں ہوں، جو شخص رقم لا رہا تھا راستہ میں اس کی جیب کٹ گئی۔ اس طرح وہ رقم مجھے نہیں مل سکی، اب کیا رقم لانے والے سے مطالبہ کرسکتا ہوں؟

میرے کچھ عزیز واقارب انتہائی غریب ہیں، کیا میں انہیں بتائے بغیر زکوۃ سے ان کا تعاون کرسکتا ہوں یا زکوۃ کے متعلق وضاحت کرنا ضروری ہے۔

میں نے کسی کا قرض دینا ہے، میں اسے مطلع کردوں کہ میں ادائیگی کی پوزیشن میں نہیں ہوں، وہ خاموشی اختیار کرلے اور رقم کا مطالبہ بھی نہ کرے۔ آیا اس کے رویے سے یہ رقم معاف سمجھی جائے گی یا اس کی ادائیگی کرنا پڑے گی؟ کتاب وسنت کی روشنی میں ان سوالات کے جوابات دیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

قرض کی رقم مقروض کے ذمے واجب الادا ہوتی ہے، قرض خواہ کے مطالبے پر اس نے ادائیگی کا بندوبست کردیا اور بھیجنے سے قبل اس نے قرض خواہ سے پوچھا کہ آپ کی رقم فلاں شخص کے ہاتھ بھیج دوں؟ اس کے کہنے پر اس نے رقم ارسال کردی۔ اب مقروض بری الذمہ ہے۔ اب سوئے اتفاق سے وہ رقم چوری ہوگئی اور قرض خواہ تک نہ پہنچ سکی، اس میں رقم لانے والے شخص کو موردالزام نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ کیونکہ اس کے پاس رقم امانت تھی جو اس سے ضائع ہوگئی۔ اکثر اہل علم کا موقف ہے کہ امانت کے ضائع ہونے پر کوئی تاوان نہیں بشرطیکہ امانت کی حفاظت میں کوئی کوتاہی نہ کی گئی ہو۔ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نے اسی مؤقف کو اختیار کیا ہے۔ [مغنی لابن قدامہ، ص:۲۵۷، ج۹]

اس سلسلہ میں ایک مرفوع حدیث بھی مروی ہے۔ [سنن بیہقی، ص:۲۸۹، ج۶]

ان شواہد کی بنا پر قرض خواہ کو قطعی طور پر یہ حق نہیں ہے کہ وہ رقم لانے والے سے اپنی رقم کا مطالبہ کرے، اس میں رقم لانے والا بے قصور ہے۔ [واللہ اعلم]

عزیز واقارب پر زکوۃ خرچ کرنا بہت فضیلت کا باعث ہے بشرطیکہ جن اقارب پر زکوۃ خرچ کرنا ہے ان کے اخراجات کی ذمہ داری خرچ کرنے والے پر نہ ہو، مثلاً: خاوند اپنی

اولاداور بیوی پرزکوٰۃ سے خرچ نہیں کرسکتا ۔ کیونکہ ان پرخرچ کرنا باپ اورخاوند کی ذمہ داری ہے ۔ البتہ بیوی اپنے خاوند پرزکوٰۃ وغیرہ خرچ کرسکتی ہے، چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک عنوان بایں الفاظ قائم کیا ہے کہ ''اقارب کوزکوٰۃ دینا، پھر ایک حدیث بیان کی ہے کہ اقارب پرخرچ کرنے والے کودواجرملتے ہیں، صدقہ خیرات کرنے اورقرابت داری کا لحاظ رکھنے کا۔'' [صحیح بخاری ،الزکوٰۃ :۱۴۶٦]

اگرچہ بعض علما کا موقف ہے کہ زکوٰۃ دیتے وقت وضاحت کردینا چاہیے کہ تعاون زکوٰۃ سے کیا جارہا ہے لیکن کتاب وسنت میں ہمیں کوئی ایسی دلیل نہیں مل سکی، جس سے اس قسم کی وضاحت کرنے کا ثبوت ملتا ہو، اس لئے عزیز واقارب کوزکوٰۃ دی جاسکتی ہے ۔ اوراس کے لئے زکوٰۃ کی صراحت کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ۔ [واللہ اعلم]

قرآن کریم میں قرض کے متعلق صراحت ہے کہ اگرمقروض تنگ دست ہوتواسے ادائیگی کے لئے مزید مہلت دی جائے یااسے قرض معاف کردیا جائے ۔ لیکن معافی کے لئے ضروری ہے کہ وہ برضاورغبت اوردل کی خوشی سے اسے معاف کرے ۔

صورت مسئولہ میں اگرقرض خواہ نے خاموشی اختیار کی ہے تواسے مزید مہلت پر تو محمول کیا جاسکتا ہے ۔ لیکن اس خاموشی کو معافی کی علامت نہیں قرار دیا جاسکتا ۔ مقروض کوچاہیے کہ حالات درست ہونے پرقرض خواہ کی رقم واپس کرے یا پھر وضاحت کے ساتھ وہ رقم اس سے معاف کرالے موہوم رویے پر قرض کے معاف ہونے کی بنیاد نہ رکھی جائے ۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:442